Advance Social Science Archive Journal
Available Online: https://assajournal.com
Vol.3 No.1,January-March,2025.Page No.1138-1144
Print ISSN: 30062497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

# OWNERSHIP IN ISLAM: DEFINITION, TYPES, PROTECTION, AND AN ANALYTICAL STUDY OF COAL MINES IN LIGHT OF MAQASID AL-SHARIAH

## اسلام میں ملکیت: مفہوم، اقسام، تحفظ اور مقاصد شریعت کے تناظر میں کوئلے کی کانوں کا تجزیاتی مطالعہ

| | |
|---|---|
| **Mr. Noor Wali** | MPhil Scholar at Department of Islamic Studies-KUST |
| **Dr. Qaisar Bilal** | Assistant Professor, Department of Islamic Studies-KUST |

**ABSTRACT**
Ownership holds a central place in Islamic economic thought, governed by ethical and legal principles. This study examines the concept of ownership in Islam, including its linguistic and jurisprudential definitions, classifications, and protection under Islamic law. It highlights the balance between individual rights and societal welfare in light of Maqasid al-Shariah. The research explores different types of ownership—private, public, and state-controlled—within the Islamic economic system. A special focus is given to the ownership and management of coal mines and other mineral resources, analyzing whether they fall under state control, communal ownership, or private possession from an Islamic jurisprudential perspective. By drawing on classical Islamic sources and contemporary scholarly opinions, this study provides insights into the governance and ethical distribution of natural resources. It aims to contribute to the discourse on Islamic economics, ensuring sustainable resource management and equitable economic justice.
**Keywords**: Ownership in Islam, Types of Ownership, Protection of Property, Maqasid al-Shariah, Coal Mines Analysis

**ملکیت کی لغوی تعریف:**

لفظ ملکیت عربی زبان کے "ملک" (م، ل، ک) سے ماخوذ ہے، ابن منظور نے اس کی تعریف یوں کی ہے:

لسان العرب (ابن منظور): "المِلْك احْتِوَاءُ الشّيْءِ وَالْقُدْرَةُ عَلَى الِاسْتِبْدَادِبه"[1].

ملکیت کا مطلب ہے کسی شے کو قابو میں رکھنے اور اس پر مکمل اختیار رکھنے کا نام ہے۔

فیروز آبادی نے لفظ "ملک" کی تعریف میں بیان کیا ہے کہ:

"مَلَكَهُ يَمْلِكُه مِلْكاً... احْتَواهُ قادِراً على الاسْتِبْدَادِ به".

یعنی، "اس نے کسی چیز پر ملکیت حاصل کی اور اس پر اس طرح قابو پایا کہ وہ اسے مکمل اختیار اور تسلط کے ساتھ اپنے تصرف میں لے سکتا ہے"[2]۔

**ملکیت کی اصطلاحی تعریف:**

**ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی کے مطابق:**

"الملك: اختصاص بالشيء يمنع الغير منه، ويمكن صاحبه من التصرف فيه ابتداء إلا لمانع شرعي."

ملکیت: کسی چیز کے ساتھ ایسا خاص تعلق جو دوسروں کو اس سے منع کرے اور مالک کو اس چیز میں ابتداء تصرف کرنے کا اختیار دے، سوائے اس کے کوئی شرعی مانع موجود ہو۔[3]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (1114/1176ھ) ملکیت کا معنی بیان فرماتے ہے:

"معنى الملك في حق الآدمي كونه أحق بالإنتفاع من غيره"

ترجمہ: "انسان کے حق میں ملکیت کا معنی فقط یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کے مقابلے میں فائدہ اٹھانے کے اعتبار سے زیادہ حق رکھتا ہے"۔[4]

**اسلام میں ملکیت کا تصور اور تحفظ۔**

اسلامی شریعت ملکیت کو فطری حق تسلیم کرتی ہے، جس کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے۔ سورۃ یٰسین میں ارشاد ہے:

" أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُم مِّمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ". [5]

ترجمہ: "کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان کے لئے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چوپایوں کو پیدا کیا، پھر وہ انکے مالک بنے؟"۔

امام قرطبی (المتوفیٰ 671ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "یہ آیات انسان کو ملکیت کے حق کی ترغیب دیتی ہیں، لیکن اسے اللہ کی نعمت سمجھتے ہوئے حدود شرعیہ کا پابند رہنے کی تلقین کرتی ہیں"۔[6]

ملکیت کی اصل اور نوعیت:

اسلامی تعلیمات کے مطابق حقیقی مالک صرف اللہ ہے، جبکہ انسان اس کا نائب اور امین ہے۔ سورۃ النور میں ہے۔

" وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ"۔[7]

ترجمہ: "اور اللہ کے اس مال میں سے انہیں دو جو اس نے تمہیں دیا ہے"۔

امام رازی (المتوفیٰ:606ھ) فرماتے ہیں: "مال کی اصل ملکیت اللہ کے ساتھ خاص ہے، انسان کو صرف تصرف کا حق دیا گیا ہے، جو احکام الٰہی کے تابع ہے۔[8]

سورۃ الحدید میں استخلاف کا تصور واضح کیا گیا ہے:

" آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُم مُّسْتَخْلَفِينَ فِيهِ"۔[9]

ترجمہ: "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں تمہیں نائب بنایا گیا ہے"۔

امام طبری (المتوفیٰ 310ھ) اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "استخلاف سے مراد یہ ہے کہ مال در حقیقت اللہ کی ملکیت ہے، انسان کو اس کا محافظ بنایا گیا ہے، لہٰذا اسے اللہ کی رضا کے مطابق استعمال کرنا ضروری ہے"[10]۔

تحفظ ملکیت کے شرعی اصول:

الف: حرمت غصب:

نبی ﷺ کا فرمان ہے: "لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ"۔[11]

امام نووی (المتوفیٰ 676ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"یہ حدیث ملکیت کی حرمت کو قطعی ثابت کرتی ہے، چوری، غصب یا دھوکے سے مال لینا حرام ہے"۔[12] (

ب: زکوٰۃ وصدقات:

زکوٰۃ مال کی تطہیر کا ذریعہ ہے، جیسا کہ سورۃ التوبۃ (9:103) میں ہے: "خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ"۔

علامہ ابن عابدین شامی (المتوفیٰ 1252ھ) لکھتے ہیں: "زکوٰۃ مال میں برکت کا سبب اور معاشرتی توازن کا ضامن ہے"۔[13]

ج: وراثت کے قوانین:

سورۃ النساء (4:11-12) میں وراثت کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ فقہائے کرام اسے "فرائض" کی اصطلاح سے تعبیر کیا ہے۔

امام سرخسی (المتوفیٰ 483ھ) فرماتے ہیں: "وراثت کے احکام نے ملکیت کے تحفظ اور منصفانہ تقسیم کو یقینی بنایا ہے"۔[14]

**اسلامی نظام معیشت میں ملکیت کی اقسام:**

اسلامی نظامِ معیشت میں ملکیت کے اصول شریعت کے بنیادی تصورات پر مبنی ہیں، جو انصاف، معاشرتی فلاح، اور اقتصادی توازن کو یقینی بناتے ہیں۔ اسلامی معیشت میں ملکیت کی دو بنیادی اقسام ہیں: عوامی ملکیت (غیر مملوکہ زمین) اور نجی ملکیت۔

علامہ کاسانیؒ نے کتاب الاراضی میں غیر مملوکہ زمین کی دو بنیادی اقسام بیان کی ہیں:

پہلی قسم: بستی سے متصل اور عوامی ضروریات سے وابستہ زمین:

یہ وہ زمینیں ہیں جو کسی بستی کے قریب واقع ہوں اور وہاں کے رہائشیوں کی مشترکہ ضروریات کے لیے استعمال ہوتی ہوں۔ جیسے بستی کے اندرونی راستے، گلیاں، کوچے اور سڑکیں شامل ہیں، جبکہ بستی کے باہر موجود عید گاہ، چراگاہ، ایندھن جمع کرنے کے مقامات اور قبرستان بھی اسی میں آتے ہیں۔ یہ زمینیں اہل بستی کے اجتماعی مفاد سے جڑی ہونے کی بنا پر ان کی ملکیت میں نہ ہوتے ہوئے بھی ان کے حق انتفاع میں شامل سمجھی جاتی ہیں۔

حدیث مبارک میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "المسلمون شركاء في ثلاث: في الماءو الكلإ والنار"15.

ترجمہ: "مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں: چراگاہ، پانی اور آگ (ایندھن)۔

یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ کچھ قدرتی وسائل عوام کے لیے مشترکہ ہوتے ہیں، اور ان پر کسی فرد کی اجارہ داری نہیں ہونی چاہیے۔

أبو بكر الرازي الجصاصؒ (۳۰۵ - ۳۷۰ھ) اپنی کتاب شرح مختصر الطحاوی میں لکھتے ہیں:

"فما كان من فناء قرية، أو مرعاها، أو محتطبها فأهل القرية أولى بها من سائر الناس، وحقهم في الإنتفاع به دون من سواهم ثابت، فلا يكون مواتا"16.

ترجمہ: "جو زمین کسی بستی کے آس پاس اس کے باشندوں کے لیے چراگاہ، ایندھن کے حصول یا دیگر ضروریات کے لیے مخصوص ہو، تو اس میں بستی والوں کا دیگر افراد پر زیادہ حق ہے، اور وہی اس سے فائدہ اٹھانے کے حقدار ہیں، لہٰذا ایسی زمین کو موات نہیں کہا جا سکتا"۔

اسی طرح ابن عابدینؒ فتح القدیر میں ذکر کرتے ہے کہ:

" (وَلَا يَجُوزُ إِحْيَاءُ مَا قَرُبَ مِنْ الْعَامِرِ) بَلْ يُتْرَكُ مَرْعًى لَهُمْ وَمَطْرَحًا لِحَصَائِدِهِمْ لِتَعَلُّقِ حَقِّهِمْ بِهِ فَلَمْ يَكُنْ مَوَاتًا وَكَذَا لَوْ كَانَ مُحْتَطَبًا"17۔

ترجمہ: "وہ زمین جو کسی بستی کے قریب ہو، اسے زندہ (آباد) کرنا جائز نہیں، بلکہ اسے وہاں کے باشندوں کے لیے چراگاہ اور ان کی کھیتی کی باقیات پھینکنے کی جگہ کے طور پر چھوڑ دیا جائے گا، کیونکہ اس سے ان کا حق متعلق ہے، اس لیے اسے موات شمار نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر وہ ایندھن اکٹھا کرنے کی جگہ ہو تو بھی یہی حکم ہوگا"۔

دوسری قسم: غیر آباد جنگلات اور بے کار پہاڑی زمینیں:

یہ وہ زمینیں ہیں جو کسی کی ذاتی ملکیت میں نہیں آتیں، نہ ہی کسی بستی کی ضروریات ان سے وابستہ ہوتی ہیں، اور نہ ہی فی الحال یہ زراعت یا دیگر فوائد کے لیے قابلِ استعمال ہوتی ہیں۔ ایسی زمینوں کو اصطلاح شرع میں ارضِ موات کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من أحياء أرضا ميتة فهي له".

ترجمہ: "جس نے کسی مردہ زمین کو آباد کیا، وہی اسکا مالک ہوگا"۔[18]

اس حدیث سے یہ اصول اخذ ہوتا ہے کہ غیر آباد زمین کو آباد کرنے والا اس کا حق دار بن جاتا ہے، لیکن اس میں ریاستی نگرانی اور عوامی مفاد کو بھی مدنظر رکھا جائے گا۔

دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمان ہے

: "السلطان ولي من لا ولي له".[19]

ترجمہ: "حکمران اُس شخص کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو۔"

یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ریاست ان افراد کے حقوق اور ضروریات کا تحفظ کرتی ہے جو بے سہارا ہوں۔

2:- نجی (انفرادی) ملکیت: یہ کسی فرد کا کسی چیز پر ایسا **اختصاصی حق ہوتا ہے جو شرعی طور پر اسے اس چیز سے فائدہ اٹھانے اور اس میں تصرف کرنے کا اختیار دیتا ہے، جب تک کوئی مانع موجود نہ ہو۔**

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے: "أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُم مِّمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ"۔

سورۃ یسین، 71۔

ترجمہ: "کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے مویشی پیدا کیے، جن کے وہ مالک ہیں؟"

یہ آیت نجی ملکیت کی حقیقت اور اس کے جائز ہونے کی دلیل فراہم کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بعض چیزوں کا مالک بنایا ہے تاکہ وہ ان سے فائدہ اٹھا سکے۔

**اسلام میں ملکیت اور مقاصد شریعت**

اسلامی قانون میں ملکیت (Ownership) کا تصور نہ صرف معاشی اصولوں پر مبنی ہے بلکہ اس کی جڑیں گہری دینی و اخلاقی بنیادوں میں پیوست ہیں۔ اسلامی شریعت میں ملکیت کا مطلق حق کسی فرد کو حاصل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کو مالک حقیقی قرار دیا گیا ہے:

" وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ"[20]۔ یہ آیت اسلامی تصور ملکیت کی بنیاد فراہم کرتی ہے، جس کے تحت انسان کو صرف امین کی حیثیت حاصل ہے۔ یہی تصور امام ابو اسحاق الشاطبیؒ (م 790ھ) کے پیش کردہ مقاصد الشریعہ کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ ان کے مطابق اسلامی قوانین محض قانونی احکام نہیں، بلکہ ایک مقصدیت پر مبنی نظام حیات کا حصہ ہیں، جس کا ہدف انسانی فلاح اور سماجی عدل کا قیام ہے۔

شاطبیؒ نے مقاصد شریعت کو پانچ بنیادی اُصولوں (الضروریات الخمس) پر تقسیم کیا ہے:

1- حفظ دین (Protection of Religion)۔
2- حفظ نفس (Protection of Life)۔
3- حفظ نسل (Protection of Lineage)۔
4- حفظ مال (Protection of Property)۔
5- حفظ عقل (Protection of Intellect)۔[21]

یہ اصول نہ صرف فرد کی بقا کے ضامن ہیں بلکہ ان کے ذریعے اسلامی تصورِ ملکیت کی بھی توضیح ہوتی ہے۔ درج ذیل میں ہم ان مقاصد کو ملکیت کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

1:- حفظ دین اور ملکیت کا تعلق:

اسلامی قانون میں دین کا تحفظ اولین ترجیح ہے، اور اس میں معاشی وسائل کی منصفانہ تقسیم بھی شامل ہے۔ اگر دین کی بقا کے لیے معاشی وسائل میسر نہ ہوں تو فرد اور معاشرے میں استحکام پیدا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ زکوۃ، صدقات اور وقف جیسے قوانین دین کی حفاظت کے معاشی ذرائع ہیں، جو فرد کو ضرورت سے زیادہ مال ذخیرہ کرنے سے روکتے ہیں اور معاشرتی توازن کو برقرار رکھتے ہیں۔ "وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ"۔[22]

اسی طرح، اسلام میں ربا (سود) کی ممانعت دین کی بقاکے لیے ہے، کیونکہ سودی نظام طبقاتی کشمکش کو جنم دیتا ہے اور غربت میں اضافہ کر کے سماجی عدل کو نقصان پہنچاتا ہے۔

2:-حفظ نفس اور ملکیت کا تحفظ:

اسلام میں انسانی جان کی حفاظت کو بنیادی حق قرار دیا گیا ہے۔ اس مقصد کے تحت کسی بھی شخص کی جان و مال کو نقصان پہنچانے کی ممانعت ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

" لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ "[23]۔

یہ اصول معاشی حوالے سے بھی اہم ہے کیونکہ فرد کی معاشی خوشحالی اس کی زندگی کی بقا سے جڑی ہوئی ہے۔ اسلام نے چوری، ڈاکہ، ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری کی ممانعت کر کے مال کے غیر منصفانہ حصول کو روکا، تاکہ ہر فرد کو بنیادی ضروریات میسر آ سکیں۔

3:-حفظ نسل اور معیشت:

خاندانی نظام کی مضبوطی اسلامی معیشت کا ایک لازمی حصہ ہے۔ نکاح کے قوانین، وراثت کے احکام اور نان و نفقہ کے اصول دراصل اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ خاندان کے افراد کو معاشی تحفظ حاصل ہو۔

" يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ"۔ سورۃ النساء:11۔

اسلام میں مہر کا تصور ایک خاتون کی معاشی خود مختاری کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح، یتیموں کی ملکیت کے تحفظ پر بھی سختی سے زور دیا گیا: "إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا"۔ سورۃ النساء:10۔

یہ آیات ثابت کرتی ہیں کہ اسلامی معیشت میں خاندانی و نسلی تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے ملکیت کے اصولوں پر سختی سے عمل درآمد کیا گیا ہے۔

4:-حفظ مال: اسلامی تصور ملکیت کی اساس:

شاطبیؒ کے مطابق، حفظِ مال کا مطلب صرف نجی ملکیت کے تحفظ تک محدود نہیں بلکہ اس میں معاشی انصاف اور اجتماعی فلاح کا قیام بھی شامل ہے۔

اسلامی قانون میں ملکیت کے تین بنیادی اصول ہیں:

1:-ملکیت اللہ تعالیٰ کی ہے، انسان محض امین ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: " لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ"۔ سورۃ البقرۃ:(284)۔

اس اصول کا مطلب یہ نہیں کہ شریعت نجی ملکیت کی نفی کرتی ہے، بلکہ یہ تصور دیتی ہے کہ انسان کو جو کچھ دیا گیا ہے، وہ اللہ کی امانت کے طور پر ہے اور اس میں حقوق و فرائض کا توازن برقرار رکھنا ضروری ہے۔

2:-ملکیت کا حق جائز اور حلال ذرائع سے حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:" وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ "۔سورۃ البقرۃ:(188)۔

لہذا کسی بھی فرد کو ناجائز طریقے سے دولت اکٹھی کرنے، دھوکہ دھی، سود، یا ظلم کے ذریعے دوسروں کے اموال پر قبضہ کرنے کی اجازت نہیں۔

3:-ملکیت کو اجتماعی فلاح اور عدل کے اصولوں کے مطابق استعمال کرنا لازم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ"۔سورۃ الحشر:(7)۔

اسلامی معیشت میں انفرادی ملکیت اور اجتماعی مفاد میں توازن رکھا گیا ہے، لہذا اس میں عدل وانصاف سے کام لینا چاہیے۔

5:-حفظ عقل اور معاشی نظام۔

عقل کی حفاظت کے لئے اسلام نے نشہ آور اشیاء اور جوا کو حرام قرار دیا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ"۔سورۃ المائدۃ:(90)۔

اسلام میں ملکیت اور مقاصدِ شریعت کے مابین گہرا تعلق پایا جاتا ہے، جس کے تحت نہ صرف فرد کی فلاح ممکن ہوتی ہے بلکہ ایک منصفانہ اور پائیدار معاشرتی واقتصادی نظام بھی قائم ہوتا ہے۔[24]

## حوالہ جات

[1] لسان العرب لإبن المنظور، ج:10،ص: 492،فصل المیم، دار الصادر بیروت.

[2] القاموس المحیط،ص: 954،باب الکاف، فصل المیم، الناشر:مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع،بيروت-لبنان

[3] الفقہ الاسلامی وادلتہ، ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی، جلد:4،صفحہ:2893،دار الفکر دمشق، بارھویں ایڈیشن۔

[4] حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ، 2/103۔

[5] سورۃ یٰسین 36:71

[6] الجامع لأحکام القرآن،ج:15،ص:58،دار الکتب المصریہ،1964ء)۔

[7]۔سورۃ النور 24:33

[8] (تفسیر الکبیر،ج:23،ص:212،دار احیاء التراث العربی،1999ء)۔

[9] سورۃ الحدید 57:7

[10] (جامع البیان عن تأویل آی القرآن،ج:27،ص:331،دار ہجر،2001ء)۔

[11] (سنن أبی داود، حدیث 3512)۔

[12] شرح صحیح مسلم،ج:11،ص:23،دار الخیر،1994ء)۔

[13] (رد المحتار،ج:3،ص:285،دار الفکر،1992ء)۔

[14] (المبسوط،ج:29،ص:45،دار المعرفہ،1993ء)۔

[15] سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:3477، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:2472.

[16] شرح مختصر الطحاوي، کتاب أحکام الأرض الموات، ج:3، ص:443، دار البشائر الإسلامیۃ۔

[17] حاشیۃ رد المحتار، لابن عابدین، ج:6، ص: 433، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفى البابي الحلبي وأولادہ بمصر۔

[18] **سنن أبي داؤد، کتاب الخراج والإمارۃ والفيء، حدیث نمبر 3073۔**

[19] **سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:2380۔**

[20] سورۃ آل عمران:189۔

[21] الموافقات،للشاطبی، ج:4، ص:496، الناشر: دار ابن عفان.

[22] سورۃ البقرۃ:193۔

[23] سورۃ الانعام:151۔

[24] نظرية المقاصد عند الإمام الشاطبي، لأحمد الريسوني، ص: 153، الفصل الثالث: الضروريات الخمس، الناشر: الدار العالمية للكتاب الاسلامي.